ابو معاویہ مفتی منظور احمد تونسوی (رئیس الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان)

ایک شیعہ کے تیس ۳۰ سوال اور اُن کے جوابات

(قسط نمبر ۲)

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء "ج ۱ ص ۶۸، ج ۱ ص ۳۱۷ طبع اول مطبع صدیقی بریلی" میں حضرت علیؓ المرتضی سے نقل کیا ہے کہ شیخین (ابوبکر و عمر) رضی اللہ عنہما تمام امت سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے"

عن عبد خیر حب لواء علی عن علی رضی اللہ عنہ۔ قال ان اول من یدخل الجنۃ من ہذہ الامۃ ابوبکرؓ و عمرؓ فقال رجل یا امیر المؤمنین یدخلانہا قبلک؟ قال ای والذی خلق الجنۃ وبرأ النسمۃ لید خلدنہا قبلی" الخ

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علیؓ نے فرمایا کہ اس امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں ایک شخص نے کہا امیر المؤمنینؓ؟ آپ سے بھی قبل یہ حضرات جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے ایک ایک دانہ پیدا کیا اور ہر ایک روح کو تخلیق کیا یقیناً ابوبکرؓ و عمرؓ مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

دسویں روایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ خط جو انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تھا اور اس خط کو شارحین نہج البلاغہ نے اپنی شروح میں درج کیا ہے۔ علی اسد اللہ الغالبؓ فرماتے ہیں:

وکان افضلہم فی الاسلام کما زعمت والفحہم للہ ولرسولہ الخلیفتہ الصدیق وخلیفتہ الخلیفتہ الفاروق و لعمری وان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ماعملا الخ"

شرح نہج البلاغتہ لابن میثم البحرانی ص ۴۸۶ جزء ۳۱ طبع قدیمی ایران و ج ۴ ص ۳۶۲ مطبع حیدریہ طھران طبع جدید۔

یعنی اسلام میں سب لوگوں سے افضل جیسا کہ تم نے کہا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ سب سے زیادہ اخلاص رکھنے والے "خلیفہ صدیقؓ" تھے وار خلیفہ کے خلیفہ فاروقؓ تھے۔ اور مجھے اپنی زندگی کی قسم یقیناً اسلام میں ان دونوں (خلفاء) کا مقام بہت عظیم ہے۔ اور ان کو (موت کی) مصیبت پہنچ جانا اسلام کے لئے شدید زخم تعا اللہ

تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے اور ان دونوں کو ان کے بہترین اعمال کے موافق جزائے خیر عطا فرمائے"

اس روایت سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ شیخینؓ اپنے دور کے سب سے افضل مومن تھے نیز خدا اور رسول ﷺ کے زیادہ خیر خواہ تھے۔

۲۔ اسلام میں انکا مرتبہ بہت عظیم اور عالی مقام تھا۔

۳۔ ان حضرات کو کسی مصیبت کا پہنچ جانا اہل اسلام کے حق میں بہت بڑا صدمہ تھا۔

۴۔ حضرت علی المرتضیٰؓ ان کے حق میں ترحم کے کلمات فرمایا کرتے اور جزائے خیر طلب کیا کرتے تھے۔

۵۔ کلماز عمت کے الفاظ سے مخاطب کر کے گمان کے موافق کلام کو قرار دینا اور الزامی جواب تجویز کرنا ہر گز کا درست نہیں۔ اس لئے کہ آئندہ الفاظ اس توجیہہ کی بالکلیہ تغلیط کر رہے ہیں۔

(لعمری ان مکانھما الخ) یہاں اپنی زندگی کا حلف اٹھا کر کلام شروع کی گئی اور لفظ ان لگا کر مزید توثیق کی گئی۔ گویا تاکید در تاکید سے کلام کو پختہ کر دیا تا کہ کوئی اس کلام کے الزامی ہونے کا شبہ نہ کر سکے"۔

ان فرامین عالیہ سے صاف واضح ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ اور جناب امیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تعلقات ہمیشہ برادرانہ اور نہایت ہی خوشگوار رہے ورنہ جناب علیؓ کبھی تو اظہار فرماتے کہ خلافت میرا حق تھا اور اصحاب ثلاثہؓ نے میری ولایت کا اقرار فرمایا تھا لیکن اقرار ولایت کے بعد منحرف ہو گئے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ واقعہ یہ ہے کہ نہ جناب رسالت مآب ﷺ نے کبھی حضرت علیؓ کی ولایت کا کوئی عہد و پیمان لیا ہے اور نہ صحابہ کرامؓ نے عہد کیا تھا اور نہ وہ عہد کرنے کے بعد منحرف ہوئے ہیں۔ یہ محض بے اصل بات اور من گھڑت ڈھکوسلہ ہے۔ حضرت علیؓ تو ہمیشہ خلفاء ثلاثہؓ کے وزیر و مشیر اور صلاح کار رہے ہیں۔

سوال نمبر ۲۱۔ الملل والنحل میں روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کے روز حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے شکم پر ایسی ضرب ماری کہ بی بی کے بطن سے محسن ساقط ہو گئے۔ (بچہ مر گیا) بتایئے حضرت عمرؓ کا یہ فعل قابلِ قدر ہے یا مذموم؟ اس ظلم پر جناب رسولِ خدا ﷺ حضرت عمرؓ پر راضی ہوں گے یا ناراض؟ خدا نے رسول کریم ﷺ کو ایذا دینے والے کے بارے میں قرآن مجید میں کیا فرمایا ہے؟

جواب۔ اولاً یہ واقعہ غیر معتبر و غیر مستند کتابوں میں ہے۔ کسی معتبر کتاب میں معتبر سند سے مروی نہیں ہے۔ ثانیاً جن بانسا کتابوں میں مذکور ہے ان کے اسانید مطعون ہیں یعنی سندیں درست نہیں ہیں۔

ثالثاً۔ یہ روایت مقطوع ہے ناقل خود واقعہ کا شاہد نہیں۔

رابعاً۔ یہ روایت ائمہ کرام کے اپنے بیانات کی روشنی میں مردود ہے۔

سیدہ فاطمہؓ کے گھر جلانے اور بی بی کے پیٹ پر زور زور سے ضربات لگانے کے متعلق روایات کی تردید صرف سنی علماء نے ہی نہیں کی بلکہ شیعہ علماء نے بھی ان روایات کو ناقابلِ قبول اور غیر معتمد و غیر معتبر قرار دیا ہے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ:

واما ما ذکره من الهجوم علی دار فاطمة و جمع الحطب لتحریقها فهو خبر واحد غیر موثوق به ولا معمول علیه فی حق الصحابة ولا فی حق احد من المسلمین ممن لهرت عدالته ۔ الخ۔

شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید سیعی معتزلی ج ۴ ص ۱۳۱ ۶ طبع بیروت تحت متن قولہ لعمار بن یاسرؓ۔

حاصل یہ ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کے خانہ پر ہجوم کرنا اور خانہ سوزی کے لئے لکڑی جمع کرنے کی روایات خبر واحد ہیں یعنی مشہور و متواتر نہیں ہیں۔ یہ غیر متعمد ہیں نہ صحابہ کے حق میں قابلِ عمل ہیں نہ کسی دوسرے عادل مسلمان کے حق میں۔ بحوالہ رحماء بینھم ج ۲۔ ص ۲۱۰

اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو علیؓ شیر خدا اپنی زوجہ محترمہ جگر گوشہ رسول کی توہین ہوتے دیکھ کر خاموش بیٹھے رہے تھے کیا اس کو صبر کہہ سکتے ہیں یا غایت درجہ کی بے غیرتی ہے ایک بھنگی تک بھی جیتے جی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی عورت کی توہین کی جائے خدانخواستہ ایسا ہوتا تو قیامت برپا ہو جاتی تمام بنو ہاشم، دلبادر رسول ور لختِ جگر رسول کی حمایت کے لئے تلوار لیکر اٹھ کھڑے ہوتے۔ خاندانِ رسالت کی بے ادبی کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا یہ سب خرافات ہیں۔ ان لغویات کا حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ ورنہ پھر جناب امیرؓ کے گھر کچھ باقی نہیں رہے گا اور علیؓ کے شیدائیوں کے لئے بڑی دشواریاں پیش آئیں گی"۔

سوال نمبر ۲۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "ذکر علی عبادت ہے" کیا حضرات ثلاثہؓ کے ذکر کو رسولِ کریم ﷺ نے عبادت قرار دیا ہے۔ اگر قرار دیا ہے تو ثبوت پیش کریں۔ ہم مجلس میں ذکر علی و ذکر رسول و اہلبیت ہی تو کرتے ہیں تو پھر آپ کو مجلس میں جانا کیوں ناپسند ہے؟

جواب۔ یہ کہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم بلکہ تمام صحابہؓ کا ذکر عبادت ہے کیونکہ ان کا ذکر خیر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے اور قرآن و حدیث کی قرأت و تلاوت بلاشبہ عبادت ہے مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

والسبقون الاولون من المهجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضواعنه واعدلهم جنت تجرى تحتها الانهار خلدين فيها ابداً۔ ذلك الفوز العظم۔ پ ۱۱۔ سورة التوبة ركوع ۲

ترجمہ۔ اور سب میں قدیم (اگلے) پہلے مہاجرینؓ و انصارؓ اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (تابعدار) ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں وہ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے"۔

علاوہ ازیں سینکڑوں آیات اور ہزاروں احادیث میں اس پاک جماعت کا ذکر و فضائل بیان فرمائے گئے ہیں کیا ان آیات کی تلاوت عبادت نہیں ہے؟ اور فضائل و مناقب کی احادیث کا پڑھنا عبادت نہیں؟

سوال نمبر ۲۳۔ یورپی مؤرخ مسٹر واشنگٹن ایرونگ اپنی تاریخ "لائف آف محمد اینڈ ہز سیکسرز ص ۱۸۱ و ص ۱۸۲ پر اپنی رائے لکھتے ہیں کہ "خلافت کے سب سے زیادہ امیدوار جناب علیؓ تھے جن کا سب سے زیادہ فطری حق تھا۔ کیا مسلمانوں کے لئے یہ امر باعثِ شرم و افسوس نہیں ہے کہ غیر مسلموں نے تو حق علیؓ تسلیم کر لیا لیکن امت نے نہ صرف حق علیؓ غصب کیا بلکہ چوری اٹھا سینہ زوری کے مصداق ٹھہرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر میں فرمایا تھا کہ لوگو! علیؓ نے مجھ سے سب وحی (احکام) سیکھے ہیں اور خدا نے قرآن کی ہر سورۃ میں علیؓ کی تعریف کی ہے۔ علیؓ میرا خون اور میرا گوشت ہے جس نے علیؓ کا حکم نہ مانا اس پر ہمیشہ لعنت سوار رہے گی۔ خدا نے اسے بیشمار خوبیاں عطا فرمائی ہیں اس کے بعد اس کے بیٹے حسنؓ و حسینؓ

اس کے جانشین ہوں گے۔ اس خطبہ کے تمام ہونے پر حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور ابوسفیانؓ اور دیگر لوگوں نے اٹھ کر علیؓ کے ہاتھ چومے اور ان کو جانشین رسول ﷺ ہونے کی مبارک باد دی اور علیؓ کی ولایت کا اقرار کیا۔ لیکن وصال رسول ﷺ کے بعد یہ لوگ علیؓ کے خلاف ہو گئے اور علیؓ کو جانشین رسول ﷺ نہ مانا۔

جواب۔ یہ کہ آپکو تسلیم ہے کہ یہ ایک غیر مسلم (یہودی) مؤرخ کی رائے ہے کہ جناب علیؓ سب سے زیادہ خلافت کے امیدوار تھے؟ خلافت اور ولایت جیسے مسائل میں یہودیوں کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان مسائل کے اثبات کے لئے تو نص قطعی ضروری ہے۔ یہودیوں کی رائے سے جناب امیرؓ کی ولایت ثابت نہیں ہو سکتی۔

ثانیاً۔ جناب علیؓ سب سے زیادہ خلافت کے امیدوار تھے"۔ یہ یہودی کی رائے اور قول ہے۔ کسی مسلمان محقق و مؤرخ کی رائے نہیں یعنی یہودیوں کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ خلافت کے حقدار تھے۔ قرآن اور اُمت کا فیصلہ یہ نہیں ہے۔

ثالثاً۔ یہودی بھی امیدوار لکھ رہا ہے کہ حضرت علیؓ سب سے زیادہ امیدوار تھے نہ یہ کہ سب سے زیادہ مستحق تھے۔ استحقاق خلافت اور چیز ہے اور امیدوار بننا چیزے دیگر۔

رابعاً۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض میں بی بی صاحبہؓ سے فرمایا اپنے والد ابوبکرؓ اور بھائی (عبدالرحمٰنؓ) کو بلاؤ میں انہیں ایک تحریر لکھ دینا چاہتا ہوں تاکہ کوئی شخص کل کو امیدوار (خلافت) کی حیثیت سے پیش نہ کرے کہ میں مستحق ہوں۔ پھر فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکرؓ کے سوا کسی اور انسان پر متفق نہ ہوں گے (مشکوۃ مناقب ابوبکرؓ)

اور بخاری میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض میں بطور مشورہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت نازک ہے۔ لہذا آپ خلافت کا مسئلہ حل کروالیں۔ جواباً حضرت علیؓ نے فرمایا میں درخواست کروں اور حضور انکار فرما دیں تو پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤں گا۔ لہذا میں یہ درخواست نہیں کرتا۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے زیادہ مستحق خلافت تھے اور حضور صلعم نے خم غدیر پر ان کی ولایت عامہ کا اعلان بھی فرما دیا اور صحابہ کرام نے مان بھی لیا تھا تو پھر جناب امیرؓ نے اپنا حق ازراہ تقیہ (بزدلی) کیوں چھوڑ دیا تھا۔ یہ ہمارا آپ پر سوال ہے۔

سوال نمبر ۲۴۔ آر۔ بل فریزر ٹیلر اپنی جنرل ہسٹری کے ص ۲۲۹ میں واضح طور پر لکھتے ہیں کہ "محمد ﷺ نے اپنے داماد ؓ کو اپنا ولی عہد بنایا تھا مگر آپ ﷺ کے خسر ابوبکرؓ نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر خلافت پر قبضہ کر لیا"۔

بتایئے اس غیر مسلم کو شیعوں نے کوئی رشوت دی تھی کہ اس نے ذہنی منافقانہ رائے کا اظہار اس طرح کھول کر کیا؟

جواب۔ اولاً یہ سفید جھوٹ ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے کبھی بھی اپنے بعد بطور جانشین حضرت علیؓ کے ولی عہد (خلیفہ) ہونے کا اعلان نہیں فرمایا۔ یہ محض کافروں کا خیال اور گمان ہے۔ کسی معتبر مسلمان مؤرخ و محدث نے یہ نقل نہیں کیا۔

ثانیاً۔ معلوم ہوا کہ انعقاد خلافت کا دارومدار امت کے چناؤ پر ہے۔ من جانب اللہ مامور نہیں ورنہ فیصلہ خداوندی کے خلاف ایسا کبھی وقوع پذیر نہ ہوتا۔